حق و صداقت کا معیار؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

دنیا میں موجود انسانوں میں سے ہر ایک اپنے موقف کو حق، سچ اور صحیح جانتا و مانتا ہے، اور وہ اپنے موقف کی صحت، صداقت وحقانیت پر دلائل، براہین اور شواہد وقرائن جمع کرتا ہے۔

چنانچہ انسانی تاریخ کا جائزہ لیجئے اور قرآن وحدیث کا مطالعہ کیجئے! تو معلوم ہوگا کہ ہر ایک اپنے اپنے موقف ومسلک پر مطمئن ومسرور ہے بلکہ اس پر فریفتہ ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

”من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً، کل حزب بما لدیھم فرحون۔“ (الروم:۳۲)

ترجمہ:...... ”جنہوں نے کہ پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے، ہر فرقہ، جو...... دین...... اس کے پاس ہے، اس پر فریفتہ ہے۔“

اس ساری صورت حال کی وجہ اور سبب یہ ہے کہ شیطان ملعون ہر ایک کو اس کے اعمال وعقائد، خوش نما اور مزین کرکے دکھاتا ہے، چنانچہ ایک طرف اگر مسلمان اور اہل حق اپنے موقف کی حقانیت وصداقت کو قرآن وحدیث کے دلائل سے مبرہن کرتے ہیں تو دوسری طرف اعدائے اسلام، کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ اور ہنود ومجوس بھی اپنے مزعومہ عقائد واعمال کے لئے دور کی کوڑی لانے کی اپنی سی سعی وکوشش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

۱:...... ”وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون اللہ وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل فھم لایھتدون“ (النمل:۲۴)

ترجمہ:...... ''میں نے پایا وہ اور اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوا اور بھلے دکھلا رکھے ہیں شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو راستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے۔''

۲:...... ''فلولا اذ جاء هم بأسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطان ما كانوا يعملون'' (الانعام:۴۳)

ترجمہ:...... ''پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا ان پر عذاب ہمارا لیکن سخت ہوگئے دل ان کے اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے۔''

۳:...... ''وكذالك زين لكثير من المشركين قتل اولادهم۔''

(الانعام:۱۳۷)

ترجمہ:...... ''اور اسی طرح مزین کر دیا بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو۔''

۴:...... ''كذالك زين للكافرين ما كانوا يعملون۔'' (الانعام:۱۲۲)

ترجمہ:...... ''اسی طرح مزین کر دیئے گئے کافروں کی نگاہ میں ان کے کام۔''

۵:...... ''واذ زين لهم الشيطان اعمالهم وقال لا غالب لكم اليوم من الناس۔'' (الانفال:۴۸)

ترجمہ:...... ''اور جس وقت خوشنما کر دیا شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے عملوں کو اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے۔''

ایک طرف اگر مسلمان اپنے دین و مذہب، مسلک و موقف اور ایمان و عقیدہ کی سچائی پر قرآن و سنت یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور آسمانی وحی کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں، تو دوسری جانب شیطان بھی اپنے متعلقین و متبعین کو نہایت قوت و شدت سے باور کراتا ہے کہ تم ہی حق پر ہو، اس لئے کہ اگر تمہارا موقف غلط اور مسلمانوں کا صحیح و درست ہوتا تو تمہاری کثرت اور مسلمانوں کی قلت کیوں ہوتی؟ تم معزز اور مسلمان ذلیل کیوں ہوتے؟ تم حاکم اور مسلمان محکوم کیوں ہوتے؟ تم جابر اور مسلمان مجبور کیوں ہوتے؟ تم غنی اور مسلمان فقیر کیوں ہوتے؟ تم امیر اور مسلمان غریب کیوں ہوتے؟ تم مدعی اور مسلمان مجرم کیوں ہوتے؟ تم حکمران اور مسلمان تمہاری رعایا کیوں ہوتی، اس کے علاوہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی بجائے اقتصادیات پر تمہارا قبضہ کیوں ہوتا، پوری دنیا میں مسلمانوں کی بجائے تمہارے اقتدار کا سکہ کیوں ہوتا؟

الغرض جس طرح کفار ومشرکین اور عیسائی وغیرہ اپنی اس عددی کثرت، عزت، اقتدار اور حاکمیت کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، ٹھیک اسی طرح وہ لوگ جو مسلمان ہونے کے باوجود اسلامی اقدار سے باغی اور تہذیبِ مغرب کے دلدادہ ہیں وہ بھی دین وشریعت کے حامیوں کے خلاف یہی استدلال پیش کرتے ہیں کہ اگر ان حامیانِ شریعت کا موقف ومنشور حق وسچ یا صحیح وصواب ہوتا تو ملکی عوام ان کی بجائے ہمارے ساتھ کیوں ہوتی؟ وہ ان کے بجائے ہماری آواز پر لبیک کیوں کہتی؟ اور وہ ان کو مسترد کیوں کرتی؟ انہیں عوامی سطح پر مقبولیت کیوں نہ ہوتی، قومی وصوبائی اسمبلیوں میں انہیں عددی برتری کیوں نہ حاصل ہوتی؟ ان کے عوامی اجتماعات، جلسوں، جلوسوں اور ریلیوں میں عوام بھرپور شرکت کیوں نہ کرتی؟

دراصل روزِ اول سے دنیا میں دو طرح کی دعوتیں اور دو قسم کے پروگرام چلے آرہے ہیں، ایک طرف اگر انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت ہے تو دوسری طرف خواہش پرستوں اور نفس وشیطان کے پجاریوں کی، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت رائج ومروج عقائد، نظریات اور غلط اعمال وافعال کے خلاف ہوتی ہے، تو نفس وشیطان کے پجاریوں اور باطل پرستوں کی عین منشائے شیطان اور ہواپرستی کے مطابق۔ ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ماحول کا دھارا اور ذوق ومزاج بدلنے کے لئے آتے ہیں۔

جبکہ نفس وشیطان کی دعوت، خواہش پرستوں کے ذوق ومزاج کی تائید وتسکین کے لئے ہوتی ہے، اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ: ”چلو ادھر کو ہوا ہو جدھر کی“ بہت آسان ہے اور تہذیب وتمدن کے بہتے دریا کے دھارے پر چلنا سہل اور اس کی مخالفت میں سفر کرنا مشکل، بلکہ حد درجہ صبر آزما ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ”زمانہ ساز“ بننا مشکل اور ”بزمانہ ساز“ نہایت سہل، کیونکہ ابن الوقت...... زمانہ کے مطابق چلنا...... ہونا کمال نہیں، بلکہ ابوالوقت...... جو وقت کو اپنے انداز میں ڈھال لیں...... بننا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

چنانچہ ماحول ومعاشرہ میں پہلے سے موجود ذوق ومزاج کی تعلیم وترویج پر کسی محنت ومشقت کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی جہالت، لاعلمی، بے شرمی، بے حیائی اور تخریب کاری کے لئے کسی مکتب، مدرسہ جامعہ اور اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے کہ تخریب وبربادی آسان اور حد درجہ سہل ہے، جبکہ بگڑے ماحول ومعاشرہ کی تعمیر واصلاح اور خواہش وہواپرستی کے سامنے بند باندھنا اور اس کے سامنے رکاوٹ کھڑی کرنا بے حد مشکل اور نہایت ہی محنت طلب کام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت بھٹکتی انسانیت کی اصلاح کے لئے ہوئی ہے، جبکہ دوسری طرف کفر، شرک، بت پرستی، قتل وغارت گری، زناکاری، بدکاری، چوری، ڈکیتی، بداخلاقی، حیوانیت، درندگی اور سفاکی کے لئے کسی کو مامور نہیں کیا گیا، اس

کے علاوہ مشاہدہ بھی یہی ہے کہ زمین ومکان اور باغ وگلستان کی آبادی وشادابی کے لئے محنت اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے‘ اس کے برعکس اس کے فساد وبگاڑ کے لئے کسی سعی وجد وجہد کی ضرورت نہیں ہوتی‘ اگر اس کو یوں ہی لاوارث چھوڑ دیا جائے تو کچھ ہی عرصہ بعد محل ومکان شکست وریخت کا شکار اور سرسبز وشاداب باغ وگلستان بنجر ہو جائے گا‘ اس میں طرح طرح کے خودرو پودے‘ جھاڑ جھنکار اور انواع اقسام کی خاردار جھاڑیاں پیدا ہو جائیں گی اور وہ باغ ومکان ایک ویرانہ وجنگل کی شکل اختیار کرلے گا۔

ٹھیک اسی طرح معاشرہ کی اصلاح وتعمیر کے لئے محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس پر تن‘ من‘ دھن کی بازی لگانا پڑتی ہے‘ جبکہ اس کے بگاڑ کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

جس طرح حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت محنت طلب تھی‘ اور معاشرہ کے ذوق ومزاج کے خلاف تھی اور نفس وشیطان کی دعوت عین منشائے نفس وشیطان اور مقتضائے خواہش تھی‘ اور جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کی خلاف مزاج دعوت ومحنت پر لبیک کہنے والے کم اور خواہش پرست وآزادی پسند ذوق ومزاج کے ہمنوا زیادہ تھے‘ اگر آج دعوتِ نبوت کے حاملین کی صدا پر لبیک کہنے والے کم اور نفس وشیطان اور خواہش وذوق کی ہمنوائی کرنے اور ان کا ساتھ دینے والے زیادہ ہوں تو لائق تعجب اور باعث اضطراب نہیں‘ بلاشبہ یہ نہ مقبولیت عنداللہ کی دلیل ہے اور نہ ہی کسی موقف کی صداقت کی علامت‘ بلکہ اس کو اپنی مقبولیت کی دلیل کے طور پر پیش کرنا دراصل مشرکین و معاندین اسلام کی ہم نوائی کے مترادف اور ان کی دعوت ومشن کے غلط اور باطل ہونے کی کھلی دلیل ہے‘ کیونکہ ان کج فہموں کی دعوت‘ چاہے کتنا ہی خوشنما اور ان کے خیال میں کتنا ہی اچھی کیوں نہ ہو اور ان کا انداز بیان کتنا ہی سحر انگیز کیوں نہ ہو‘ مگر بہرحال وہ سیّد الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور انداز بیان سے زیادہ جاذبِ نظر‘ عمدہ اور اچھا تو نہیں؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے مقابلہ میں یا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پروگرام وپیغام کے مقابلہ میں‘ ان کے مخالفین ومعاندین کا پروگرام‘ پیغام اور دعوت غلط وباطل تھی‘ تو ان کے متبعین کا پیغام‘ پروگرام اور دعوت‘ انبیاء کے نائبین اور وارثوں کے مقابلہ میں کیونکر اچھی ہوسکتی ہے؟ اگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت پر لبیک کہنے والے اقل قلیل اور کفر وشرک اور بتوں کے پجاریوں کی کثرت‘ دلیل کمال نہیں‘ تو جاہلیت کے علم برداروں کی عددی کثرت دلیل کمال کیوں ہوگی؟

اگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مخالفت کی جاسکتی ہے‘ تو ان کے نائبین کی مخالفت بھی لائق تعجب نہیں‘ اگر ان کے پروگرام وپیغام سے بے اعتنائی‘ ان کے کمال اور ان کے پیغام وپروگرام کی عظمت کے منافی نہیں‘ تو ان کے نام لیواؤں کی مخالفت بھی ان کے نقص کی دلیل نہیں ہے‘ بلکہ ان کے عین حق وصداقت اور جادۂ مستقیم پر کاربند ہونے کی علامت ہے۔

اس لئے اگر کچھ احمق جہالتِ جدیدہ کے علمبرداروں کے ارد گرد اکٹھے ہو جائیں؟ تو ان کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور انہیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ ہمارے موقف کی حقانیت وصداقت کی دلیل ہے۔ ورنہ پھر انہیں یہ بھی ماننا ہوگا کہ نعوذ باللہ! حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت‘ پیغام اور پروگرام کے مقابلہ میں معاندینِ اسلام کا پیغام‘ پروگرام اور ان کی دعوت حق و سچ تھی‘ جب ہی تو انبیاء کرام علیہم السلام کے ماننے والے کم اور ان کے مخالفین ومعاندین زیادہ تھے۔ حالانکہ نصوصِ صریحہ سے ثابت ہے کہ ایسے انبیاء بھی آئے‘ جن کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں صرف ایک دو تھے اور بعض ایسے بھی ہوئے‘ جن کی دعوتِ حق وصداقت پر لبیک کہنے والا ایک بھی نہیں تھا‘ کیا کہا جائے کہ ان کی دعوت و پیغام میں نقص تھا؟ یا ان کے معاندین ومخالفین ہی محروم القسمت تھے؟

روزِ اول سے حق وباطل کا معیار یہ رہا ہے کہ باطل اور باطل پرستوں کی دعوت خواہشاتِ نفس اور ہوا پرستی کے منشاء کے عین مطابق ہوتی ہے‘ اس لئے بگڑے ہوئے معاشرہ میں موجود ہوا پرستوں کی اکثریت ان کے ہم دوش ہو جاتی ہے‘ اس کے برعکس چونکہ حق پرستوں اور داعیانِ حق کی دعوت معاشرہ میں موجود فساد و بگاڑ کی اصلاح اور ہوا پرستی وخواہش پرستی کی مخالفت پر مبنی ہوتی ہے‘ اس لئے خواہش پرستوں کی اکثریت اس کی مخالفت ومخاصمت پر کمر بستہ ہو جاتی ہے۔

ٹھیک یہی فلسفہ آج بھی کارفرما ہے کہ معاشرہ میں حق پرستوں کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی کمی کو بطور معیار استعمال کر کے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم اور ہمارا پروگرام ہی حق و سچ ہے‘ جب ہی تو ہماری کثرت ہے۔

جو لوگ مسلمانوں اور دین وشریعت کے داعیوں کے مقابلہ میں اپنی عددی کثرت کو معیارِ حق جانتے ہیں‘ دیکھا جائے تو وہ دراصل اسلام دشمنوں کے اس پروپیگنڈا کو تقویت پہنچا رہے ہیں کہ: ”پاکستانیوں نے انتخابات میں دین داروں کو شکست دے کر اسلام کو مسترد کر دیا ہے۔“ صرف یہی نہیں‘ بلکہ دوسرے لفظوں میں امریکا‘ برطانیہ اور دوسرے اسلام دشمن ممالک کے نشریاتی اداروں نے بھی ایسے لوگوں کو جنہوں نے دین داروں کے مقابلہ میں انتخابات میں عددی اکثریت حاصل کی ہے‘ اسلام مخالف کیمپ میں شمار کر کے خود ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی ہے بتلایا جائے‘ یہ ان کے موقف کے سچا ہونے کی علامت ہے یا غلط ہونے کی؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین